

زکریا پر عدالت

نمبر 3495

ایک منادی

جو بروز جمعرات، 20 جنوری، 1916 کو شائع ہوئی
جو خادم خُدا سی۔ ایچ۔ سپرجن نے میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن میں بیان کی

تو گونگا ہو جائے گا اور بول نہ سکے گا جب تک کہ وہ باتیں جو کہ تُو نے سُنی ہیں پوری نہ ہوں، اِس لئے کہ تُو نے میرے "
"کلام کا یقین نہ کیا، جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔"
(لوقا 1:20)

ناایمان ہر جگہ ایک عظیم گناہ اور مہلک خطا ہے۔ یہی ناایمان اُن بے شمار جماعتوں کی ہلاکت کا باعث بنی جو خوشخبری کو
سن کر اُسے رد کر بیٹھے، اپنے گناہوں میں مر گئے، اور عذاب کے مقام کو سپرد کیے گئے، اور اب قیامت کے دن کی اُس
سخت عدالت کے منتظر ہیں۔ میں اِس لاتعداد لشکر کے بارے میں سوال کر سکتا ہوں، "ان سب کو کس نے ہلاک کیا؟" جواب
"ہوگا،" ناایمان۔

اور جب ناایمان ایماندار کے دل میں راہ پاتا ہے، جیسا کہ بعض اوقات ہوتا ہے—کیونکہ سچا مومن بھی کبھی کبھی شک میں
مبتلا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ایمان کا باپ ابراہیم بھی بسا اوقات دل میں تذبذب رکھتا تھا—تو ایسا ناایمان اُس کی مسرتوں کو
سکھا دیتا ہے اور اُس کی توانائیوں کو گھٹا دیتا ہے۔

دنیا میں شک و تردد سے بڑھ کر کوئی اور چیز مقدس کو زیادہ نقصان نہیں دیتی۔ اگر وہ اپنے خُدا پر یقین نہ کرے، تو وہ بلا شبہ
اپنی تسلی سے محروم ہو جاتا ہے، اپنی طاقت کو کھو بیٹھتا ہے، اور اپنے آپ کو حقیقی نقصان پہنچاتا ہے۔ زکریا کا واقعہ خُداوند
کے لوگوں کے لیے ایک سبق ہے۔ اُسی قوم سے میں خطاب کرنے کو ہوں۔ زکریا ایک واضح مثال ہے اُن مصیبتوں کی جو ایک
نیک مرد کو محض اپنے عدم ایمان کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جب ہم اِس واقعے پر غور کرتے ہیں، تو ہم دیکھتے
ہیں

1

: زکریا کی سیرت اور مرتبہ

یہاں ہم چند نہایت مفید سبقوں کو پہچاننے سے باز نہیں رہ سکتے۔ بے شک وہ ایک ایماندار شخص تھا۔ چھٹی آیت میں اُس کے
بارے میں لکھا ہے کہ "وہ خُدا کے حضور راستباز تھا"۔ اور کوئی انسان ایسا نام کبھی حاصل نہیں کر سکتا ماسوائے ایمان کے
ذریعے۔ "راستباز ایمان سے جیتا رہے گا"۔ خُدا کے نزدیک کوئی اور راستبازی، سوائے اُس کے جو ایمان سے ہے، کچھ قدر نہیں
رکھتی۔ یہی ابراہیم کی راستبازی تھی، اور تمام مقدسین کی راستبازی بھی، جو ہمارے فدیہ دہندہ کے ظہور سے قبل گزرے۔ اور
یہی معیار اب تک جاری ہے۔

زکریا بلاشبہ حقیقی ایماندار تھا۔ تاہم، جب فرشتہ اُس پر ظاہر ہوا اور خُدا نے اُسے بیٹے کی بشارت دی، تو وہ حیرت زدہ ہوا، اُس
کا دل گھبرا گیا، اور وہ شک میں پڑ گیا، اُس نے اُس خوشخبری کو ماننے کے بجائے سوال کیا۔ اُس نے کہا، "مجھے کس طرح
"معلوم ہو کہ یہ باتیں پوری ہوں گی؟"

اور وہ محض ایماندار ہی نہ تھا، بلکہ علم و حکمت میں بھی معمور تھا، کیونکہ وہ کہانت کے منصب پر فائز تھا، اور بطور کاہن
وہ خُدا کے حضور راستباز اور بے عیب تھا، اور خُداوند کی تمام شریعتوں اور احکام میں راست چلتا تھا۔ یہ بات قابلِ انکار نہیں
کہ وہ خُدا کے کلام میں بخوبی تعلیم یافتہ تھا، کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے فرض کو ادا نہ کر سکتا، اس لیے کہ کہنہ
کے لبوں پر معرفت ہونی چاہیے، اور وہ لوگوں کو تعلیم دینے والا ہو۔ چونکہ وہ اِس امر میں کامل اور دوسرے کام میں بھی لائق
تھا، اُس کے لیے جہالت کوئی عذر نہ تھی۔

علاوہ ازیں، چونکہ وہ عمر رسیدہ تھا، غالباً اپنے وقت کے آزمودہ اور پختہ مقدسین میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے دِن کی گرمی
اور بار اُٹھایا تھا، اور خُدا کی فراوان رحمت کی گواہی بار بار حاصل کی تھی۔

پس اے سننے والو! اِس بات پر غور کرو۔ ہم میں سے جو ایمان کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرائے گئے ہیں، اُن کے لیے شک کرنا
نہایت شرمناک کمزوری ہے۔ اور وہ لوگ جو ابتدائی تجربات کے بعد ہزار بار اُس سچائی کی تصدیق پا چکے ہیں جسے وہ قبول

کر چکے ہیں، جو عہد اور اُس کے قیمتی وعدوں سے واقف ہیں، اور جو خُدا کی باتوں میں گہرے علم رکھتے ہیں—اُن کے لیے شک کرنا کہیں بڑا گناہ ٹھہرتا ہے۔

میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اگر زکریا محض فضل میں ایک طفل ہوتا، یا ناتجربہ کار نو آموز، تو اُس کا شک اتنی سخت ملامت کا موجب بنتا۔ لیکن چونکہ وہ ایک بزرگ کابن تھا، جو مُقَدَّس حقائق میں بخوبی تربیت یافتہ تھا، ایک ایسا مرد جو کئی برسوں سے بنی اسرائیل کو خُدا کے اقوال کی تعلیم دیتا آیا تھا، اسی سبب اُس کا یہ کہنا کہ، "مجھے کس طرح معلوم ہو؟" ایک فریاد انگیز بدی ٹھہرا، جب فرشتہ اُسے اُس کی دُعا کے سننے جانے اور خُداوند کی طرف سے اُس کو دیے جانے والے جواب کے طریقے کی بابت خبر لایا۔

زکریا کا وہ اعلیٰ منصب، جو اُسے کہانت کے سبب حاصل تھا، باعثِ عزت و تکریم تھا۔ پس اُس کے چال چلن پر نہایت گہری نظر رکھی جاتی تھی، اور اُس کی روش کا اثر دُور تک پہنچتا تھا۔ اسی سبب ہم سب کو، ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ کار میں، اپنے اعمال کے اثرات پر غور کرنا چاہیے۔ کسی شخص کا رُتبہ جتنا بلند ہو، اُس کی ذمہ داری اتنی ہی بھاری، اور اُس کے لغزش میں پڑنے کی صورت میں اُس کا گناہ اتنا ہی سنگین ہوتا ہے۔

اے میرے پیارے بھائی! اگر تم، جو ایک خاندان کے سربراہ ہو، ایمان نہ لاؤ، تو یہ محض ایک شخصی کمزوری نہیں بلکہ اپنے اہل خانہ کے حق میں فرض کی خلاف ورزی ہے۔

اور اے عزیز دوست! تم جو انجیل کی منادی کرتے ہو، تم جو بہت سوں کی نظر میں ایک پختہ ایماندار اور ایک کامل مقدس ہو، جن کی زندگی قابلِ تقلید سمجھی جاتی ہے—اگر تم شک کرو، تو یہ نہایت بڑا اور نالائق گناہ ہے، جس سے خُداوند کی بے عزتی ہوتی ہے۔ میری دُعا ہے کہ خُدا تمہارے ضمیر کو حساس رکھے، اور تمہارے دل کو یہ احساس عطا کرے کہ تم نے بے ایمانی کے ذریعے اُس کی شان میں کیسا نقصان پہنچایا ہے۔

زکریا کو کیسا غیر معمولی فضل حاصل ہوا تھا! خُداوند کا فرشتہ اُس پر ظاہر ہوا۔ جب باقی کابن خوشبو جلا رہے تھے، اُن میں سے کسی پر ایسا آسمانی مہمان نہ آیا۔ اور کیسی مبارک خبر وہ لے کر آیا! یہ ایک عجیب پیغام تھا کہ وہ ایک ایسے بیٹے کا باپ بنے گا جو خُداوند کی نظر میں بزرگ ہو گا، جو ایلہا کی روح اور قدرت میں خدمت کرے گا، اور مسیحا کا پیش رو ہو گا۔ یہ یقیناً خُدا کے خاص فضل کا نمایاں نمونہ تھا۔

اور سن لو، اے عزیزو، ہمارا خُدا اُن سے غیرت رکھتا ہے جن پر وہ خاص کرم فرماتا ہے۔ تم خُداوند سے خاص پیغام نہیں پا سکتے، نہ اُس سے قُرب کی رفاقت میں داخل ہو سکتے ہو، بغیر اس کے کہ تم پاؤ کہ وہ ایک غیرت کرنے والا خُدا ہے۔ جتنا ہم اُس کے قریب آتے ہیں، اتنا ہی ہماری حضوری کی تقدیس بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ ہم سے نرمی سے کلام کرے اور ہم اُس کے وعدے کی تکمیل پر شک کریں یا سوال اٹھائیں، تو یہ اُس کی ناراضی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

میں انسانوں کی مانند بولتا ہوں—ہم کسی اجنبی سے اُس اعتماد کی توقع نہیں رکھتے جو ہمیں اپنے خُدام سے درکار ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے دوست، جو ہمیں بہتر جانتے ہیں، انہیں ہم پر زیادہ کامل بھروسا ہونا چاہیے۔ اور دوستی سے بڑھ کر، جیسے ایک بیوی کو اپنے شوہر سے گہرا تعلق اور قریبی رفاقت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح اُس پر کامل اعتماد بھی فرض ہے۔

اے میرے بھائیو! اگر تم اور میں کبھی اُس سعادت میں شریک کیے گئے ہوں کہ یسوع کے سینہ پر اپنا سر رکھ سکیں، اگر ہم اُس کی ضیافت میں بیٹھے ہوں اور اُس کا علم ہمارے اوپر محبت کا ہو، اگر ہم دُنیا سے جدا ہو کر مسیح سے مخصوص رفاقت میں آئے ہوں، اور اُس نے ہمیں چیدہ چیدہ وعدے عطا کیے ہوں—تو پھر ہم زکریا کی مانند یہ سوال کیسے اٹھا سکتے ہیں، "مجھے کس طرح معلوم ہو گا؟" بغیر اُس کے کہ ہم خُدا کے رُوحِ قُدس کو رنجیدہ کریں، اور اپنے اوپر کسی رنجناک تنبیہ کا سامنا نہ کریں۔

زکریا کو جو تسلی بخش پیغام خُداوند کے فرشتہ نے دیا، کیا وہ اُس کے دل کو آرام دینے کے لیے کافی نہ تھا؟ کیا وہ خطاب اُس کے خوف کو مٹانے اور اُس کے اعتماد کو مضبوط کرنے کے لیے موزوں نہ تھا؟ جب فرشتہ قربان گاہ کے دہنے جانب کھڑا ہوا، اور زکریا پر دہشت طاری ہوئی، تو اُس کے اندیشے پر کوئی ملامت نہ کی گئی۔ اگر وہ غیر معمولی رویت اُسے لرزا گئی، تو "فرشتہ کے نرم دلانہ کلمات اُس کے دل کی دھڑکنوں کو تھما سکتے تھے۔" خوف نہ کر زکریا، کیونکہ تیری دُعا سنی گئی ہے۔

اور یہی حال ہمارا ہے۔ جب خُدا کی تسلیاں کم نہ رہی ہوں، نہ چھوٹی، اور جب اُس کی مہربانی ہم پر واضح طور پر ظاہر ہو چکی ہو، تو کیا شک و سوال کرنا اور بھی زیادہ ناقابلِ معافی نہیں؟ کیا ہم اس کے ذریعے گناہ کو بڑھاتے نہیں؟ ہم میں سے بعض نے راحت کے دامن میں زندگی بسر کی ہے۔ قیمتی وعدے ہماری جانوں پر آشکار کیے گئے، ہم نے گودے اور چربی سے کھایا ہے، ہم نے اچھے صاف کیے ہوئے خمر سے پیا ہے۔ ہم اُس کی ابدی اور ناقابلِ تغیر محبت کے برکات سے نا آشنا نہیں، نہ اُس

کے چہرے کی روشنی سے جو اُنہیں حاصل ہوتی ہے جو اُس کی نظر میں فضل پاتے ہیں۔ اوہ! اگر ہم ایسے امتیازی محبت کے نشانات پانے کے بعد بھی شک میں پڑیں، تو کیا بہانہ پیش کر سکتے ہیں؟ ہم کیسے اُس تادیبی چھڑی سے بچنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟

علاوہ ازیں، وہ شک و شبہ جو زکریا نے ظاہر کیے، اُسی امر سے متعلق تھے جس کے لیے اُس نے دُعا مانگی تھی۔ فرشتہ نے اُس سے کہا، "تیری دُعا سنی گئی ہے" — یہی اُس کی اپنی التجا کا جواب تھا۔ مجھے اُس کے ایمان پر تعجب ہے کہ اُس نے ایسی نعمت کے لیے برابر التجا کی، جو اُس کی اور اُس کی بیوی کی عمر کے لحاظ سے فطرت کے دستور سے باہر اور اُمید کی حدود سے ماورا معلوم ہوتی تھی؛ مگر اِس سے کہیں زیادہ مجھے اِس بات پر حیرت ہے کہ جب اُسی دُعا کا جواب آیا، تو زکریا اُسے یقین نہ کر سکا۔

ہم میں سے اکثر کا یہی حال ہوتا ہے — بعض اوقات ہمارے لیے سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہوتی ہے کہ ہماری کسی دُعا کا جواب مل جائے! اگرچہ ہم دُعا کی تاثیر پر ایمان رکھتے ہیں، مگر بعض اوقات ہمارا ایمان اتنا کمزور ہوتا ہے کہ جب جواب آتا ہے، جیسا کہ وہ آتا ہے، تو ہم ششدر رہ جاتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ ہم اُسے خُدا کی طرف سے مقصد و ارادہ نہیں سمجھتے، بلکہ اُسے محض ایک خوش اُنند اتفاق خیال کرتے ہیں۔ یقیناً یہ طرز فکر بے ایمانی کے گناہ کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

اگر ہم رحم کی درخواست کریں، مگر اُسے ملنے کی توقع نہ رکھیں؛ اگر ہم وعدوں کی پناہ لیں، مگر دل میں شک رکھیں — ہماری ہر دُعا ہمارے پوشیدہ بے یقینی کی تکرار بن جاتی ہے، اور صرف خُدا کی وفاداری ہی ہے جو ہماری دوغلی حالت کو آشکار کرتی ہے۔

یہ بیان ایک اور غور طلب نکتہ کو بھی ظاہر کرتا ہے: زکریا اُس وعدے کے باعث لڑکھڑایا جس پر وہ یقین لانا چاہیے تھا — اور جس پر دوسرے، جو بظاہر اُس سے کمزور ایمان والے تھے، کامل یقین رکھتے تھے۔ وہ مجاہدِ دیرینہ لغزش کھاتا ہے، جہاں فضل کا نونہال ہمت پکڑ سکتا تھا۔ کیا یہ باعثِ رُسوائی نہیں کہ ہم میں سے وہ لوگ، جو خُدا کے خاص کرم سے ممتاز سمجھے جاتے ہیں، شش و پنج میں مبتلا ہوں، جبکہ ہمارے کمزور بھائی اور بہنیں ایمان کی سادگی سے تقویت پائیں اور آگے بڑھیں؟

الزبت کے دل میں تو کسی شک کی لہر تک نہ آئی، نہ اُس کی زبان سے بے اعتقادی کا کوئی لفظ نکلا۔ اُس نے فقط یہ کہا،
"خُداوند نے میرے ساتھ یوں کیا۔"

یہ واقعہ ابراہیم اور سارہ کے حال کے بالکل برعکس ہے؛ وہاں ابراہیم نے ایمان رکھا، مگر سارہ نے شک کیا — اور یہاں بیوی اپنے شوہر کے شک کے باوجود ایمان لاتی ہے۔ اُسی طرح، مریم، وہ فروتن دیہاتی کنواری، جو اعلیٰ اور مُقدس سلام کو سن کر سادہ دل سے یقین کرتی ہے، فقط ایک طبعی سوال کرتی ہے، اور جب اُسے جواب ملتا ہے تو عرض کرتی ہے، "مجھ سے تیرے قول کے موافق ہو۔"

اُس کا تعجب جلد ہی مسرت میں بدل گیا، اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ بلند آواز سے گانے لگی، "میری جان خُداوند کی بڑائی کرتی ہے، اور میری رُوح نے خُدا میرے نجات دہندہ میں خوشی منائی ہے۔"

کتنا عجیب ہے لوقا کی انجیل کا یہ ابتدائی باب! عورت، جو صدیوں تک پس منظر میں رہی، اچانک منظر عام پر نمایاں مقام پر آ جاتی ہے۔ زکریا اور یوسف شک میں کھڑے ہیں، جبکہ الزبت اور مریم ایمان کے ساتھ خوشی مناتی ہیں۔ اور کون جانے، شاید میں اِس وقت کسی غریب عورت سے ہمکلام ہوں، جو دُکھ، جسمانی تکلیف، اور فقر کی گہرائیوں میں ہو، مگر پھر بھی اپنے خُدا میں پورے دل سے خوشی مناتی ہو؟

لیکن بلا شبہ میں اب بہت سے ایسے مردوں سے بھی مخاطب ہوں، جو معمولی فکروں میں مبتلا ہیں، چھوٹی چھوٹی الجھنوں پر کڑھتے ہیں، اور جب آسمان پر بادل چھا جاتے ہیں اور اُنہیں اپنا راستہ نظر نہیں آتا تو اپنے خُدا پر شک کرتے ہیں۔ ہماری بے ایمانی پر افسوس! میں تم سے درخواست کرتا ہوں، اپنے اوپر ندامت کرو۔ اِس سے بڑھ کر شرم ہمیں اُس وقت آتی ہے جب خُداوند کے خاندان کے کمزور افراد اپنے سادہ اور مخلص ایمان سے ہمیں شرمندہ کر دیتے ہیں۔

زکریا کی شخصیت اور حیثیت ایک سبق آموز مثال پیش کرتی ہے؛ لیکن میں ہر ایماندار سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اِس تنقید کی تلوار کو اپنے آپ پر تیز کرے، اور غور کرے کہ اُس کی اپنی بے یقینی کے لیے وہ خود کتنا ذمہ دار ہے۔

اب آؤ ہم اِس معاملے کی مزید تفتیش کریں

- زکریا کی خطا

اُس ساعتِ فضل میں زکریا کی یہ لغزش کہاں سے ظہور میں آئی؟ اُس کی خطا یہ تھی کہ اُس نے مشکل کو دیکھا۔ اُس نے کہا، ”میں بوڑھا ہوں، اور میری بیوی بھی عمر رسیدہ ہے۔“ اور جب اُس نے مشکل کی طرف نگاہ کی، تو وہ اُس کے ازالہ کے لیے ایک نشان کا طالب ہوا۔ اُس نے کہا، ”مجھے کس بات سے معلوم ہو گا؟“ اُس کے لیے یہی کافی نہ تھا کہ خُداوند نے فرمایا ہے؛ بلکہ وہ ایک تائیدی علامت چاہتا تھا کہ خُداوند کے کلام کی صداقت پر مہر لگائے۔

یہ ایسی خطا ہے جو اکثر نیک دل بندگانِ خُدا میں پائی جاتی ہے۔ وہ نشان کے طالب ہوتے ہیں۔ میں نے خود اپنی جان میں تھرتھراہٹ محسوس کی ہے جب کبھی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ خُداوند کو آزماؤں، اور کسی چھوٹی سی علامت سے اُس کے جلیل و عہدہ کی تصدیق چاہوں۔ جب کبھی میں نے سوچا، ”اگر ایسا ہوا، تب میں جانوں گا کہ خُدا دُعا سنتا ہے یا نہیں،“ تو میرے اندر ایک سرد لہر دوڑ گئی؛ ایک لرزہ میرے رُوح تک جا پہنچا کہ میں خُدا کے کلام کی سچائی کو یوں چیلنج کروں، جب کہ اُس کی وفاداری کا ثبوت کثرت سے موجود ہے۔

ہم جو بار بار اپنی مصیبتوں میں خُداوند سے فریاد کر چکے ہیں، اور جنہیں اُس نے ہماری تکالیف سے رہائی دی ہے، ہم اگر اب بھی ایسا سوال اٹھائیں، تو یہ سخت ناشکری ہے۔ جو کوئی خُدا کا فرزند ہو، اور اپنے آسمانی باپ سے مسلسل دعا کرتا ہو، اگر وہ اُس کی وفاداری کو مشکوک جانے، تو وہ اپنے آپ کو پست کرتا ہے، اور اپنے خُداوند کی توہین کرتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہم اکثر ایک نشان کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جب ہم آئندہ کی پیشگوئی پڑھتے ہیں، تو حال میں ایک علامت کی خواہش کرتے ہیں۔ اگر خُدا خود نشانِ عنایت کرے، یا نشانِ مانگنے کا حکم دے، تو اُسے مان لینا روا ہے؛ لیکن اگر ہم صاف و عہدہ پر شک کریں، اور اُس لیے نشان طلب کریں، تو یہ خُداوند کے خلاف گناہ ہے۔

کبھی ہم نے رُوحانی باتوں میں بھی نشان مانگے ہیں۔ اگر ہم مسیح کے ساتھ رفاقت کی سچی خوشیوں پر شادمان ہوں تو یہ مناسب اور برحق ہے؛ لیکن اگر ہم اپنی کیفیات کو قبولیت کی کسوٹی بنائیں، اور یہ کہیں کہ ”اگر خُدا مجھے فضل کے وہ لطف نہ دے جن کی مجھے خواہش ہے، تو میں رنجیدہ ہو کر بچوں کی روٹی سے انکار کروں گا“ — تو یہ روش خودسری اور بدکاری ہے۔ یہ کمزوری ہے، اور بالکل معاف کے لائق نہیں۔

اور ہم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اس حماقت کا ارتکاب کیا؟ اب چونکہ زکریا انجیل کے دُور کے آغاز پر کھڑا تھا، اور وہ خوشخبری سننے والوں میں پہلا تھا جس نے بے ایمانی ظاہر کی، اس لیے لازم ہوا کہ وہ عبرت کا نشان بنے۔ خُداوند نے ابتداء ہی میں، اس سے پہلے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا پیدا ہو، یہ ظاہر کیا کہ بے ایمانی برداشت نہ کی جائے گی، اور نہ ہی بغیر تنبیہ کے چھوڑی جائے گی۔

پس، اُس کے خادم زکریا نے جب نشان مانگا، تو اُسے ایسا نشان دیا گیا جو اُسے مہینوں تک تکلیف دے، اور اُسے پچھتاوا ہو کہ اُس نے کبھی ایسی جسارت کی۔

اے عزیزو! کیا ہمارا ایمان اب بھی ایسا کمزور ہے، اور ہمارا تجربہ ایسا تنگ ہے کہ ہم اب بھی اپنے خُدا پر بھروسہ نہ کریں؟ کیا بیس برس اُس کے ساتھ چل کر ہم نے اُسے بیابان پایا؟ کیا اُس کی شفقت اور وفاداری نے ضرورت کے وقت ہمیں کبھی چھوڑا؟ کیا اُس کی نرمی سے بھرپور تمام تر سلوک ہمارے لیے بے معنی ہو گئے ہیں؟ کیا تو اُس کے بیٹے کی بخشش، اُس کی رُوح القدس کی عطا، اُس کی روزمرہ کی عنایت، اور ہر لحظہ کی برکت کو اتنی ہلکی چیز سمجھتا ہے کہ اُن سب نعمتوں کو فراموش کر کے، تو محض ایک معمولی خواہش کی تسکین کے لیے اپنے خُداوند کو آزمانے کا قصد کرے گا؟ حاشا کہ ہم میں اسے کسی پر یہ حالت طاری ہو

ہم تو اُس مقام پر کھڑے ہوں، جہاں شدرک، میسک اور عبدنگو کھڑے ہوئے تھے، جنہیں جب نبوکدنضر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا گیا، اور آگ کی بھٹی میں ڈالے جانے کا حکم دیا گیا، تو انہوں نے کہا، ”ہمارا خُدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، ہمیں چھڑا سکتا ہے، لیکن اگر نہ بھی چھڑائے، تو اے بادشاہ! ہم تیرے معبودوں کی پرستش نہیں کریں گے، اور نہ ہی سونے کی اُس مورت کو سجدہ کریں گے جو تو نے کھڑی کی ہے۔“

بس یہی رُوح ہونی چاہیے جس میں ہم اپنے خُدا کے حضور چلیں۔ ”اگر وہ مجھے مار بھی ڈالے، تو بھی میں اُسی پر توکل رکھوں گا۔“

اگر وہ میری ماں کی قیمتی جان کو سلامت نہ رکھے؟ اگر وہ میرے بچے کو مہلک وبا سے نہ بچائے؟ اگر وہ میرے دل کی آرزو کو ایک ہی ضرب سے لے لے؟ اگر میرا کاروبار برباد ہو جائے؟ اگر میری صحت جاتی رہے اور میری قوت مضمحل ہو

جائے؟ اگر میں اپنے ہمسایوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنوں؟ کیا ان سب باتوں سے میں اپنے خُدا سے منہ موڑ لوں؟ کیا میں ایسی بغاوت کروں؟

نہ سیلاب اور نہ آگ اُس کی محبت کو بجھا سکتی ہے۔ کیا فقر یا مصیبت، ناکامی یا نکتہ چینی میرے دل کو اُس کی وفاداری سے جدا کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں! خُدا مجھے یہ فضل دے کہ اگر میرے مویشی تلف ہو جائیں، میرے مال و متاع چھن جائیں، میرے بیٹے جوانی میں کاٹ دیے جائیں، اور میرے ہمراز بیوی کے منہ سے تلخ کلمات سنوں، اور میں زخموں سے بھرا ہوا کوڑے دان پر بیٹھا ہوں، اور کوزہ کی کھپچی سے اپنے زخم گھرچ رہا ہوں، اور میرے عزیز دوست مجھے مایوس کرنے والے دلا سے دیں، تو بھی میں ان سب دکھوں کے درمیان یہ کہنے پاؤں، ”میں جانتا ہوں کہ میرا فدیہ دینے والا زندہ ہے، اور وہ مجھے چھڑانے میں ناکام نہ رہا؛ اور اگرچہ میری کھال کے بعد کیڑے میرے جسم کو فنا کر دیں، تو بھی میں اپنے جسم میں خُدا کو دیکھوں گا۔ اگر انجیر کا درخت نہ پھولے، اور ریوڑ اور گائے بیل تلف ہو جائیں، تو بھی میں خُداوند پر توکل رکھوں گا، اور اپنے نجات دہندہ “خُدا میں فخر کروں گا۔“

اگر ہم اپنے اقرار کے سچے ہیں، تو ایماندار کا ایمان اُس کے گرد و پیش کے حالات سے اپنا رنگ نہ لے۔ وعدہ کی تکمیل کے لیے نشان کی خواہش کرنا وعدہ دینے والے کی وفاداری پر شک ظاہر کرتا ہے۔

پس اُمید کا خُدا تمہیں ایمان کے وسیلہ سے ساری خوشی اور اطمینان سے معمور کرے تاکہ تمہارا اُمید میں رُوح القدس کی ”قدرت سے افزونی ہو۔“ تاکہ تم اُس شاہی سخاوت پر بھروسہ کرنے کے لیے کسی چھوٹے نشان کے طالب نہ رہو۔ خُداوند تمہیں اس بڑے گناہ سے محفوظ رکھے

اب آؤ ہم آگے بڑھ کر غور کریں

III

- زکریا کو جو سزا ملی

سوم۔ وہ سزا جو زکریا کو ملی

اُس کی باطنی کمزوری نے اُسے ظاہری ذلت کی سزا تک پہنچا دیا۔ اُس نے شک کیا، اور گونگا ہو گیا؛ اور جیسا کہ بیان سے ظاہر ہے، وہ بہرا بھی ہوا۔ یہ اُس پر خُداوند کی طرف سے تادیب تھی، مگر یہ قہر میں نہیں بلکہ اُس کے عہد کی محبت میں نازل ہوئی۔ کیا ہی شفا بخش دوا تھی! اگرچہ ذائقہ میں تلخ، لیکن اثر میں بے حد مفید! اُس کا نغمہ پڑھو، اور تمہیں اِس کا ثبوت ملے گا۔

ماہ و سال وہ خاموش رہا، خلوت میں وقت گزارا، آواز سے دور، اور خود بھی بے زبان۔ مگر اُس نے اپنی تنہائی کے ایام کو ضائع نہ کیا۔ اُس نے نبیوں کی کتب کا مطالعہ کیا—کیا تو اسے دیکھتا ہے؟ اُس نے اپنے والے کی بابت بہت غور کیا—کیا تو اس پر نظر کرتا ہے؟ خود پسندی کی جگہ اُس کے دل میں گہری فروتنی نے جنم لیا۔ وہ خُدا کی عظمت کے سامنے جھک گیا، اور اُسی وقت اُس کا دل سلامتی اور خوش اُمیدی سے بھر گیا۔ یوں اُس کی نظریں جلالی مستقبل پر لگی رہیں۔

اے عزیزو، اگر تم شک میں پڑنے کے خوگر ہو، تو یہ روحانی بیماری قوی دوا کی طالب ہو گی۔ ممکن ہے خُدا تمہیں کڑی تادیب دے، مگر وہ تمہاری بھلائی کے لیے ہو گی۔ خُدا اپنے فرزندوں کو ایسے نہیں مارتا کہ نقصان ہو، بلکہ یوں مارتا ہے کہ نفع ہو۔ اگرچہ کوئی فرزند خوشی سے چھڑی نہیں مانگتا، مگر کوئی بھی عقلمند فرزند ایسی گہری بیماری کو بھی نہیں چاہتا، جو تادیب کو لازم بناتی ہے۔

دیکھو کہ عدالت میں بھی رحمت شامل تھی۔ زکریا پر جو سزا آئی، وہ اُس سے کہیں ہلکی تھی جو آ سکتی تھی۔ اگر اُسے بہرا اور گونگا بنایا گیا، تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ ہلاک کر دیا جاتا۔ جب میں یہ سطور پڑھتا ہوں، تو تعجب کرتا ہوں کہ خُدا نے مجھے بھی گونگا اور بہرا کیوں نہ کر دیا، جب میں نے بے ایمانی سے کلام کیا، جب میں نے غمگینی میں زبان کھولی اور بے تدبیری کی باتیں کیں۔ اے کاش، اگر خُداوند غضبناک ہو کر فرماتا، ”اگر یہ تیرا گواہی ہے میرے بارے میں، تو تو پھر کبھی نہ بولے گا،“ تو وہ اُس کا حق تھا! اور میں اُس کے غضب کا زندہ گواہ ہوتا۔

لیکن اُس نے میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا۔ جلال ہو اُس کے نام کو!

اور غور کرو، یہ سزا وعدہ کو کالعدم نہ کر سکی۔ خُداوند نے یہ نہ فرمایا، ”زکریا، چونکہ تُو نے یقین نہ کیا، تیری بیوی الیسبع کے ہاں بیٹا نہ ہو گا۔ یوحنا تو پیدا ہو گا، مگر تیرے گھر نہ آئے گا۔“ ہرگز نہیں! یہ وہ عظیم کلام ہے: ”اگر ہم بے ایمان ہوں، تو بھی وہ وفادار رہتا ہے؛ وہ اپنے آپ کا انکار نہیں کر سکتا۔“

وعدہ اپنی جگہ قائم ہے۔ خُدا ہماری بے ایمانی سے فائدہ اٹھا کر برکت کو روک نہیں لیتا۔ بلکہ، جو کچھ اُس نے کہا ہے، وہی وہ کرتا ہے، اور اُس کا کلام اُس کے پاس خالی واپس نہیں جاتا۔ حتیٰ کہ جو اولاد تھرتھراتی ہے، اور شک میں مبتلا ہے، وہ بھی چھڑی پاتی ہے، مگر برکت بھی پاتی ہے، اور وعدہ پورا ہوتا ہے، گو باپ گونگا ہوتا ہے جب وہ برکت آتی ہے۔

یقیناً یہ سزا تکلیف دہ تھی۔ ایک دن کے لیے گونگا اور بہرا ہونا بھی دشوار ہوتا، تو نو مہینے کے لیے ہونا—کیا ہی سخت آزمائش تھی اُس بندہ خُدا کے لیے! اُس کا منہ لوگوں کو دعا دینے سے قاصر رہا؛ وہ کلام نہ کر سکا؛ وہ تعلیم نہ دے سکا؛ اُس کی کہانت کا وہ حصہ بیکار ہو گیا۔ جب ہیکل کی مقدس فضا میں حمد کے گیت گونجے، تو وہ انہیں سن نہ سکا۔ وہ صرف اشاروں سے جان سکتا تھا کہ لوگ ”بللویاہ“ گاتے ہیں، مگر اُس کے کان اُن نعروں کو سننے سے محروم رہے۔ اُس کی زبان خاموش رہی۔ وہ اپنے محبوب خُدا کی تمجید کے نغمے میں ایک آواز بھی نہ ملا سکا۔

گھر میں دعا ہوتی، مگر وہ نہ سُن سکتا تھا، نہ شامل ہو سکتا تھا۔ عملی طور پر وہ جیسے مردہ ہو گیا تھا۔

مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے ایماندار اسی قسم کی روحانی تادیب کے نیچے آئے ہیں، بہت سے دنوں کے لیے، اپنی بے ایمانی کی وجہ سے۔ میں کچھ کو جانتا ہوں جو اب انجیل کو ویسا نہیں سن سکتے جیسے پہلے سنتے تھے۔ برسوں پہلے ایک دوست نے کہا کہ وہ میری منادی سے لطف نہیں پاتا۔ میں نے کہا، ”ایک ہورن (سماعت آلہ) خرید لو۔“ اُس نے کہا، ”نہیں، تمہاری آواز تو سنتا ہوں، مگر مزہ نہیں آتا۔“ میں نے کہا، ”ممکن ہے یہ میری غلطی ہو، مگر شاید یہ تمہاری اپنی حالت کا عکاس ہے۔“

ایسے مواقع پر، جب دوسرے فائدہ پاتے ہیں، اور ہمارا ذہن تسلیم کرتا ہے، مگر دل کو تازگی نہیں ملتی، تو شک ہے کہ ہم اپنی بے ایمانی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ تم وہیں جاتے ہو جہاں دوسرے جاتے ہیں، مگر کوئی تسلی نہیں پاتے۔ تم وہی کلام سنتے ہو جو دوسروں کو تقویت بخشتا ہے، مگر تمہارے لیے کوئی خوشی نہیں۔ تم بہرے ہو، تمہارے کان خُداوند کی آواز کو سننے سے بند ہو چکے ہیں۔

بسا اوقات یوں بھی ہوا ہے، اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہاں بعض ایسے ہیں، جنہوں نے ایمان کی کمی کے باعث اپنی گویائی کھو دی ہے۔ کبھی وہ خُداوند کی نیکیوں کا چرچا کرتے تھے، مگر اب گویا خاموش ہو گئے ہیں۔ پہلے وہ نغمہ سرا تھے، مگر اب اُن کی ستاریں بید کے درختوں پر لٹکی ہوئی ہیں۔ جب وہ اپنے رفقاء کے ساتھ ہوتے ہیں، تو یوں لگتا ہے جیسے سارا خوشگوار کلام اُن کے دل سے جاتا رہا ہے۔ جب وہ پرانی، آزمودہ سنار کے تار چھیڑتے ہیں، تو وہ پہلی مہارت کہیں کھو چکی ہوتی ہے۔ وہ خُدا کی تمجید اُس طرح نہیں کر سکتے جیسے کبھی کیا کرتے تھے، اور یہ سب کچھ اِس لیے ہوا کہ کسی ایک موقع پر، جب وعدہ اُن کی آنکھوں کے سامنے واضح تھا، انہوں نے اُس پر اعتراض کیا اور اُس پر شک کیا۔ وہ اپنے خُدا پر بھروسہ نہ کر سکے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہماری بے ایمانی کے باعث ہم پر کتنی باپ کی طرف سے تادیبیں آتی ہیں۔

جو سبق میں یہاں سیکھتا ہوں، اور جن پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، وہ یہ ہیں: اوّل، اگر تم میں سے کوئی، اے عزیزو، ایمان میں کمزور ہے، تو اُس پر قناعت نہ کرو۔ خُدا سے فریاد کرو۔ ہمارا خُدا ہم سے اُس سے بہتر اعتماد کا مستحق ہے جو کمزور اور بے جان ایمان اُسے دے سکتا ہے۔ وہ ایسا بھروسہ چاہتا ہے جیسا ایک بچہ اپنے والد پر رکھتا ہے۔ اُس سے ایمان میں افزونی مانگو۔ اور تم جو ایمان رکھتے ہو، اُسے سنبھال کر رکھو، باقاعدگی سے عمل میں لاؤ، اور خُداوند سے دعا کرو کہ وہ اُسے محفوظ رکھے۔

کبھی بھی بصارت کے مطابق چلنا شروع نہ کرو۔ گوشت و خون سے مشورہ نہ کرو۔ اُس مبارک مقام سے نیچے نہ اُترو جہاں سادہ بھروسہ خُدا پر رکھا جاتا ہے، بلکہ دعا کرو کہ وہیں قائم رہو، اور پھر کبھی شک نہ کرو۔ کلیسیا کو ایسے ایماندار درکار ہیں جو اُس کے لیے ایمان لائیں، اور اُس کے لیے دعا کریں۔ ”جو شک کرتا ہے، وہ سمندر کی لہر کی مانند ہے جو ہوا سے اُچھالی جاتی اور ادھر ادھر پھینکی جاتی ہے۔ ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ وہ خُداوند سے کچھ پائے گا۔“

اگر تُو ایمان میں قوی ہے، تو اور بھی قوی ہو جا؛ اگر کمزور ہے، تو مضبوط ہو جا۔ مگر جو بالکل بے ایمان ہے، وہ کانپے! اگر ایک نیک مرد، ایک نجات یافتہ، باعزت اور بے عیب آدمی، صرف بے ایمانی کے سبب مہینوں کے لیے گونگا کیا گیا، تو تُو کیا بنے گا، اے وہ جو ایمان ہی نہیں رکھتا؟ ”جو ایمان نہیں لاتا، وہ پہلے ہی مجرم ٹھہرا، کیونکہ اُس نے خُدا کے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔“

تیرے لیے، اے بے ایمان، کوئی جبرائیل فرشتہ ظاہر نہ ہو گا، بلکہ ہلاک کرنے والا فرشتہ تیرا منتظر ہے۔ تیری کیا بولناک سزا ہو گی؟ تُو خاموش رہے گا، اور وہ خاموشی ابدی ہو گی۔ اوہ، تُو مسیح کی عدالت کے تخت کے سامنے خاموش کھڑا ہو گا، اپنی بغاوت اور بے ایمانی کا کوئی عذر نہ دے سکے گا!

بے ایمانی بہترین کو بھی برباد کر دیتی ہے، اور ایمان بدترین کو بھی نجات بخش دیتا ہے۔ ”جو خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتا ہے، اُس کو ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے؛“ اور جو ایمان نہیں لاتا—خواہ اُس میں ظاہری خوبیاں کیوں نہ ہوں—یقیناً ہلاک ہو گا۔ ایمان، ایمان! یہی وہ بیش قیمت چیز ہے جو ہم سب کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔

تُجھے یہ نعمت حاصل ہو کہ تُو ایمان لائے۔ تُجھے یہ فضل حاصل ہو کہ تُو ایمان کی راستبازی کا وارث ہو۔ تُجھے یہ خوشی حاصل ہو کہ تُو اپنے سارے دل سے یسوع مسیح پر ایمان رکھے۔ تُجھے یہ فتح حاصل ہو کہ تُو اب ہی ایمان لائے تاکہ تیری جان نجات پائے۔ آمین۔

تشریح از سی۔ ایچ۔ اسپرُجن
عبرانیوں 3 باب، اور 4 باب: 1 تا 9 آیات

عبرانیوں کا 3 باب

آیت 1:

پس، اے مقدس بھائیو! جو آسمانی بلانے کے شریک ہو، اُس رسول اور سردار کاہن پر غور کرو جو ہمارے اقرار کا موضوع ہے، یعنی مسیح یسوع۔

کاش! ہم اُس پر زیادہ غور کرتے! وہ ہر جہت سے ہماری پیہم توجہ کے لائق ہے۔ جتنا زیادہ تُو اُس پر غور کرے، اتنا ہی زیادہ کر سکتا ہے، کیونکہ اُس کی عجیب ذات، اُس کے کام، اور اُس کی خدمتوں میں ایک ایسی گہرائی اور وسعت ہے جو ہمارے عمیق غور و فکر اور عاشقانہ عبادت کے لائق ہے۔ اے مقدس بھائیو! جو آسمانی بلانے کے شریک ہو، ہم واقعی اُس پر غور کرنے کے مستحق ہیں۔

آیت 2 تا 4:

جو اُس پر وفادار رہا جس نے اُسے مقرر کیا، جیسے موسیٰ بھی اُس کے تمام گھر میں وفادار تھا۔ کیونکہ یہ ہستی موسیٰ سے زیادہ جلال کے لائق ٹھہری، جس طرح گھر بنانے والا گھر سے زیادہ عزت رکھتا ہے۔ کیونکہ ہر گھر کسی نہ کسی نے بنایا، مگر جس نے سب چیزیں بنائیں، وہ خُدا ہے۔

مترجمین کو یہاں "آدمی" کا لفظ شامل کرنا پڑا، لیکن یہ پوری حقیقت کو بیان نہیں کرتا، کیونکہ دیکھا! مسیح خُدا اور انسان دونوں ہے، ایک ابدی مبارک ذات میں، اور اسی سبب سے وہ موسیٰ سے کہیں بڑھ کر جلال کے لائق ٹھہرا۔

آیت 5 تا 6:

اور یقیناً موسیٰ اُس کے تمام گھر میں خادم کی حیثیت سے وفادار تھا، اُن باتوں کی گواہی دینے کے لیے جو بعد میں کہی جانی تھیں؛ لیکن مسیح بیٹے کی حیثیت سے اپنے ہی گھر پر حکومت کرتا ہے—اور ہم ہی اُس کا گھر ہیں، بشرطیکہ ہم اپنے اطمینان اور اُمید کے فخر کو آخر تک مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

ہم ہی وہ گھر ہیں جس میں وہ خوشی سے سکونت فرماتا—جس میں اُسے تسلی اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ ہم اُس کا خانہ وار ہیں، جس پر وہ حکمرانی کرتا ہے، اور جس میں وہ ہم سب کا فرحت و سرور ہے۔ اے کاش! ہماری کلیسیا ہمیشہ ایسا ہی گھر ہو—ایسا آراستہ و پیراستہ گھر کہ جب خُداوند اُس میں آئے، بلکہ جب وہ ہمیشہ اُس میں سکونت پذیر رہے، تو وہ اپنے ہی گھر میں غمگین نہ ہو۔

جیسے کسی آدمی کو کتنے ہی دکھ کیوں نہ ہوں، وہ اُمید رکھتا ہے کہ اپنے گھر میں آرام پائے گا، ویسے ہی خُدا کا گھر یسوع کا مسکن ہو—ایسا مقام جہاں سلامتی ہو، فرمانبرداری ہو، محبت ہو، اور تقدس ہو۔

آیات 7 تا 9:

پس، جیسا کہ رُوح القدس فرماتا ہے، "آج اگر تم اُس کی آواز سنو، تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو، جیسے جھگڑے کے وقت، بیابان میں آزمائش کے دن۔ جب تمہارے باپ دادا نے مجھے آزمایا، مجھے جانچا، اور میرے کاموں کو چالیس برس تک دیکھا۔"

وہ ایک ایسا گھر تھا جس میں سکونت کرنا دشوار تھا۔ موسیٰ کی یہ دعا تھی: "اگر تیری حضوری ہمارے ساتھ نہ جائے، تو ہمیں یہاں سے لے کر نہ جا۔" اور خدا کے سکونت کے لیے پردے تنے گئے، اور پاک مکان قائم ہوا۔ مگر افسوس! اُن کی گستاخیوں نے اُس گھر کے مالک کے لیے وہاں رہنا مشکل کر دیا، یہاں تک کہ آخر کار اُس نے اُسے چھوڑ دیا، اور جاتے ہوئے اُس کے پردے کو اوپر سے نیچے تک چاک کر دیا، کیونکہ وہ کام پورا ہو چکا تھا، اور وہ اُس کے ساتھ فارغ ہو چکا تھا۔

آیت 10:

"اسی لیے میں اُس پشت سے ناخوش ہوا، اور کہا، وہ دل میں ہمیشہ گمراہ ہوتے ہیں؛ اور اُنہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔"

وہ گمراہ ہوتے ہیں، بلکہ ہمیشہ دل میں گمراہ رہتے ہیں۔ خُدا عقل کی خطاؤں—یعنی فہم کی لغزشوں کے لیے بہت شفیق ہے، لیکن دل کی گمراہی—یہی گمراہی کی جڑ ہے، جو حضرت اعلیٰ کو سخت ناراض کرتی ہے، اور جب بار بار تلخ انجام کو دیکھنے کے بعد بھی دل ویسا ہی رہے، تو یہ بڑی افسوسناک بات ہے! "وہ ہمیشہ دل میں گمراہ ہوتے ہیں۔"

گناہ کی بنیاد اکثر جہالت میں ہوتی ہے—"اُنہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔" جہالت کسی بھی لحاظ سے ہمارے لیے مفید نہیں—"کہ جان کے بغیر ہونا اچھا نہیں۔" مگر خُدا کی جہالت ہی دل کی گمراہیوں کا باعث ہے۔ "تیرے سب فرزند خُداوند سے تعلیم یافتہ ہوں گے"—یہ ایک بڑی فضل بھری وعدہ ہے، اور جب یہ پوری ہوتی ہے، تو خطائیں خُدا کے فضل سے درست ہو جاتی ہیں۔

آیت 11:

"پس میں نے اپنے فہر میں قسم کھائی، کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہوں گے۔"

کتنی سخت اور بولناک تنبیہ ہے یہ! اگر خُدا نے تم پر چالیس برس تک صبر کیا ہو، تو اے گناہ گار، خیردار رہ! کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے غضب میں قسم کھائے، کہ تُو اُس کے آرام میں داخل نہ ہو گا، کیونکہ اُس آرام میں داخل ہونے کا انحصار خُدا کے فضل اور خوشنودی پر ہے۔ "جس پر چاہے رحم کرتا ہے، اور جس پر چاہے ترس کھاتا ہے۔" اگر تُو اُسے اس قدر غضبناک کر دے کہ وہ قسم کھائے کہ تُو اُس کے آرام میں داخل نہ ہو گا، تو پھر تُو ہرگز اُس میں داخل نہ ہو سکے گا، کیونکہ تب جہنم کے دروازے تیرے لیے بند ہو جائیں گے، اور آسمان کے دروازے ہمیشہ کے لیے تیرے لیے بند کر دیے جائیں گے۔ پس ہوشیار رہ، تاکہ اُسے غضبناک نہ کرے۔

آیت 12:

اے بھائیو، خیردار رہو! ایسا نہ ہو کہ تم میں کسی کا دل بدی اور بے ایمانی سے بھر جائے، اور وہ زندہ خُدا سے برگشتہ ہو جائے۔

یہی ہے وہ چیز جو خُدا کو ناراض کرتی ہے—بے ایمانی، نہ صرف عقل کی بے ایمانی، بلکہ دل کی بے ایمانی، جب دل نجات کے منصوبے کے آگے جھکنے سے انکار کرے، جب لوگ اپنے اعمال سے نجات پانا چاہیں، یا پھر نجات کی بابت بے پرواہ ہوں۔ دل کی بے ایمانی انسان کو ہلاک کرتی ہے، اور دل کا ایمان ہی نجات کا وسیلہ ہے۔ کیونکہ "دل سے انسان راستبازی کے لیے ایمان لاتا ہے"، لیکن دل کی بے ایمانی انسان کو بربادی کی طرف لے جاتی ہے، اور اُسے مہر کر دیتی ہے۔

آیت 13:

بلکہ ہر روز ایک دوسرے کو نصیحت کرو،—

جس طرح وہ ہمیشہ گمراہ رہتے تھے،
ویسے ہی تم ہمیشہ نصیحت کرتے رہو۔
اور تم یہ بات اسی وقت مؤثر طریقے سے کر سکتے ہو
جب تم خود بھی ہر وقت ہوشیار رہو کہ گمراہی میں نہ پڑو،
لیکن جب تم خدا کے ساتھ نزدیکی میں چلو،
اور ایک دوسرے کو نصیحت کرو، تو یہ بہت اچھا ہے۔
"ہر روز ایک دوسرے کو نصیحت کرو۔"

آیت 13 (دوسرا حصہ):

جب تک "آج" کہا جاتا ہے،
ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب سے سخت دل ہو جائے۔

اگر گناہ واضح طور پر گناہ کے لیبل کے ساتھ آئے،
تو مجھے اُمید ہے ہم اُسے رد کریں گے،
مگر گناہ میں ایک فریب کاری ہے۔
وہ اکثر ایک ضروری عمل کے طور پر آتا ہے۔
ہم سمجھتے ہیں کہ حکمت تقاضا کرتی ہے
کہ کسی بڑے نقصان سے بچنے کے لیے تھوڑا سا گناہ کیا جائے،
اور یوں دل گناہ کے فریب سے سخت ہو جاتا ہے۔
اے کاش! ابلیس شیطان کی شکل میں آئے تو وہ کم نقصان کرے،
لیکن وہ نور کے فرشتہ کی صورت اختیار کرتا ہے،
اور یہی ہے وہ صورت جو ہمیں بہت سے گناہوں اور غموں میں مبتلا کرتی ہے۔

14

- کیونکہ ہم مسیح کے شریک بنے ہیں، اگر ہم اپنی ایمان کی ابتدا کو آخر تک ثابت قدم رکھیں۔
یہ حقیقت نہیں ہے کہ ایمان کا ایک عمل ہی تمام ضروری ہے، جب تک کہ تم اس ایک عمل کو زندگی بھر جاری رکھنے والے
عمل کے طور پر نہ سمجھو۔ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ ایمان لائے اور اگر یہ ممکن ہوتا کہ وہ دوبارہ ایمان نہ لائے، تو یقیناً وہ
ہلاک ہو جاتا، مگر گناہ میں ثابت قدم رہنے کی تعلیم اس طرح نہیں کہتی، بلکہ یہ کہتی ہے کہ جو شخص ایمان لاتا ہے وہ اس
میں ثابت قدم رہے گا—جو خدا کے ساتھ صحیح ہے وہ آخر تک اسی میں قائم رہے گا، اور جب تک ایسا نہ ہو ہم مسیح کے
شریک نہیں۔ ہم مسیح کے شریک بنے ہیں اگر ہم "اپنی ایمان کی ابتدا کو آخر تک ثابت قدم رکھیں۔"

15-16

جب کہا جاتا ہے، "آج اگر تم اس کی آواز سنو، اپنے دلوں کو سخت نہ کرو، جیسے جھگڑے کے وقت۔"
کچھ لوگ جب سن چکے تھے تو انہوں نے خدا کو آزمایا:
ایسے بہت سے لوگ ہیں، اور کوئی گناہ گار اتنا نہیں خدا کو آزما سکتا جتنا وہ جو خوشخبری سنتا ہے۔ ایک آدمی جو کبھی
خوشخبری نہیں سنتا وہ خدا کو آزما سکتا ہے، مگر وہ آدمی جو بار بار سنتا ہے، اور اس کے کانوں میں اس کی آواز گونجتی
رہتی ہے، وہ خدا کو سات گنا بڑھ کر آزما رہا ہے۔

16

- "مگر جو مصر سے موسیٰ کے ساتھ نکلے، وہ سب نہیں تھے۔"
نہیں، مگر صرف دو تھے۔ ہاں، مگر خداوند دو کو نہیں بھولے گا۔ سادوم میں صرف چند لوگ تھے—ایک چھوٹا سا گروہ—مگر
خداوند نے انہیں بدکاروں کے ساتھ تباہ نہیں کیا۔ وہ انہیں نکال لایا، اور یہاں بھی اگر صرف دو ہوں، تو روح القدس خدا کے
منتخب بندوں کی گنتی میں بہت محتاط رہتا ہے، اور وہ کہتا ہے، "مگر جو مصر سے موسیٰ کے ساتھ نکلے، وہ سب نہیں تھے۔"

اگر تم کسی خاندان میں ایک ہو، اور کسی شہر میں دو ہو، تو وہ تمہیں لے آئے گا اور صیون میں داخل کرے گا۔ تم شاید اتنی کم تعداد میں ہو کہ تمہاری تمام موجودگی میں کوئی بھی پارسا نہ ہو، پھر بھی روح القدس اس معاملے کو عام طور پر نہیں دیکھے گا، بلکہ وہ تمہیں منتخب کرے گا، تمہیں نشان زد کرے گا، اور تمہیں ممتاز کرے گا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ کس قدر محتاط تھے جب انہوں نے یہوداہ کا ذکر کیا—اچھا یہوداہ؟ وہ کہتے ہیں، "نہیں، یہ اسکاریت کا نہیں!"

نہیں، نہیں، وہ اُسے اس دغا باز کے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ وہ اپنے لوگوں کے ناموں کی حفاظت کرتے ہیں، ہر ایک کا نام، چاہے ایک ہو—دو، اگر دو ہوں۔ "مگر جو مصر سے موسیٰ کے ساتھ نکلے، وہ سب نہیں تھے۔"

خُدا کا ایک انتخاب ہے جو فضل کے مطابق ہے۔ یقیناً یہاں کچھ لوگ ہیں جو اب مزید خدا کو آزمانا نہیں چاہتے، بلکہ جو اُس کی محبت کے زیر اثر، اپنے تمام بغاوت کے ہتھیار گرا کر، خود کو اُس کے حوالے کر دیں گے۔ یہ تمہاری حالت ہو، یہ تمہاری حالت ہو، اے گناہ گار، اس وقت ہی!

17

- لیکن وہ کس سے غمگین ہوا تھا چالیس برس؟ کیا وہ وہ نہیں تھے جنہوں نے گناہ کیا تھا، جن کی لاشیں بیابان میں گریں؟ کیسا وہ ان کا ذکر کرتا ہے اور انہیں "لاشیں" کہتا ہے! وہ کبھی اپنے بچوں کا ایسا ذکر نہیں کرتا، اور تم یاد رکھتے ہو کہ پرانے عہد نامے میں غیر مخلص آدمی گدھے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ "تم اُسے چھڑانے نہیں جاؤ گے؛ تم اُس کی گردن توڑ دو گے"، مگر چھڑایا گیا آدمی بھیڑ کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اس میں قیمتی مال ہوتا ہے، اور خدا اُسے عزت دیتا ہے۔ "جن کی لاشیں بیابان میں گریں۔"

18-19. اور اس سے کس سے قسم کھائی کہ وہ اس کے آرام میں داخل نہ ہوں گے، سوائے اُن کے جو ایمان نہیں لائے تھے؟ پس ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس میں داخل نہ ہو سکے۔ وہی لوگ جو ایمان نہیں لاتے، خدا کی لعنت کا سامنا کرتے ہیں۔ اگر تم مسیح پر اپنی نجات کا اعتماد نہیں کرتے، تمہیں بھی خدا کی قسم سننی پڑے گی کہ تم اُس کے آرام میں داخل نہ ہو گے۔

4 باب، 1 آیت:

پس ہمیں ڈرنا چاہیے، کہ کہیں ہمارے لیے اس کا وعدہ باقی نہ رہ جائے کہ ہم اُس کے آرام میں داخل ہوں، اور تم میں سے کوئی اس میں داخل ہونے سے محروم نہ رہ جائے۔ اگر تم اس کے محض ظاہری طور پر بچاؤ سے بھی بچو گے، تو تم اصل چیز سے بھی بچ جاؤ گے۔ اے کاش! ہم اس پر اتنی توجہ رکھتے کہ ہمارے اندر کوئی ایسا عمل نہ ہو جس سے دوسروں کو یا ہمیں خود کو یہ خوف ہو کہ ہم اس آرام میں داخل نہ ہوں۔

2

- کیونکہ ہم تک خوشخبری بھی وہی آئی تھی جو اُن کے پاس آئی تھی، مگر جو کلمہ سن کر انہوں نے اُس پر ایمان نہ لایا، وہ انہیں فائدہ نہ پہنچا۔ یہ ایمان کے ساتھ مل کر ہی فائدہ دیتا ہے۔ بہت سی دوائیں ہوتی ہیں جو کسی کام کی نہیں جب تک وہ کچھ اور چیزوں کے ساتھ نہ مل جائیں، اور جو کلمہ سنا جاتا ہے وہ روح کو فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ ایمان کے ساتھ نہ ملے۔

3

کیونکہ ہم جو ایمان لائے ہیں، اُس آرام میں داخل ہو جاتے ہیں، جیسے اُس نے کہا، "میں نے اپنے قہر میں قسم کھائی، کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہوں گے، حالانکہ کام دنیا کی بنیاد سے ہی مکمل ہو چکے تھے۔" میں اس دوران کی باتیں چھوڑ رہا ہوں۔ "ایک آرام ہے۔"

9

- اس لیے خدا کے لوگوں کے لیے ایک آرام باقی ہے۔

